صریر خامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 03, Issue 02 (October to December 2024)

فتاویٰ نوریہ میں الیقین لا یزول بالشک سے استدلال کا منہج

The Methodology of Inference from "Al-Yaqeen La Yazulu bil-Shak" in *Fatawa Nooria*

1-Abdul Karim
Ph,D Scholar ,Department of Islamic Studies, Qurtaba University, D.I.Khan
Ahamdkhan9260@gmail.com
2-Dr. Fazal Ilahi Khan
Professor, Department of Islamic Studies, Qurtaba University, D.I.Khan
fazalkhansadozai@gmail.com

Abstract

The legal maxim "Al-Yaqeen La Yazulu bil-Shak" ("Certainty is not overruled by doubt") is a foundational principle in Islamic jurisprudence and is extensively employed by jurists to resolve a wide array of legal and practical issues. This paper explores the methodology and application of this principle in *Fatawa Nooria*, a renowned collection of legal verdicts by Mufti Noor Ullah Naeemi (may Allah have mercy on him). The study highlights how Mufti Naeemi employs this maxim as a core tool in legal reasoning (*istidlāl*) across various domains, including worship (*ʿibādāt*), purity (*ṭahārah*), marriage and divorce (*nikāḥ wa ṭalāq*), fasting (*ṣawm*), and commercial transactions. By prioritizing certainty over speculative doubt, Mufti Naeemi ensures that Islamic legal rulings remain grounded, practical, and in harmony with Shariah objectives, thereby preventing unwarranted legal complications.

Illustrative examples include:

1. **Wudoo' (Ablution)** – If one doubts whether their ablution has broken, it remains valid unless certainty of nullification exists.
2. **Divorce** – If a husband is uncertain whether he issued a divorce, the marriage bond remains intact, as certainty lies in the existing marital status.
3. **Fasting** – If a person doubts whether their fast was invalidated, the fast is presumed valid unless definite evidence suggests otherwise.

This paper thus emphasizes the significance of "*Al-Yaqeen La Yazulu bil-Shak*" in safeguarding legal continuity and coherence in Islamic jurisprudence.

Keywords: *Certainty, Doubt, Fatawa Nooria, Wudoo, Divorce, Fasting, Mufti Noor Ullah Naeemi, Istidlāl, Shariah*

صاحب فتاویٰ نوریہ کا تعارف

صاحب فتاویٰ نوریہ کا اصل نام نور اللہ نعیمی (1914ء-1983ء) کنیت عبد الخیر ہے۔ علم شرعی کے ماہر تھے۔ قرآن، حدیث، فقہ، اجتہاد اور خاص طور پر عرف وغیرہ کے مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے، آپ علیہ الرحمہ بڑے عالم، محدث اور فقیہ اعظم تھے۔ دین کا علم حاصل کرنے کے بعد دین کی تبلیغ و اشاعت میں اپنی طرف ہر ممکنہ کوشش فرمائی۔ آپ علیہ الرحمہ کی دینی خدمات میں ایک بہترین خدمت فتاویٰ نوریہ ہے جو علماء اور طلباء دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔

فتاویٰ نوریہ کا تعارف

فتاوی نوریہ دور حاضر میں فقہ حنفی کا ایک شاہکار ہے۔ فتاویٰ نوریہ کی اشاعت اول چھ جلدوں پر مشتمل تھی مگر بعد میں فتاویٰ نوریہ کی پانچویں اور چھٹی جلد کو جولائی 1990 یکجا کر دیا گیا۔ چھٹی جلد اگرچہ ایک مستقل جلد ہے مگر اب پانچویں جلد کے تتمہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ فتاویٰ نوریہ میں فقہ کے تمام بنیادی ابواب شامل ہیں۔ اس میں سادہ اردو زبان استعمال کی گئی ہے جس کو ہر عام آدمی بالکل آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ فتاویٰ نوریہ کا مطالعہ علماء اور طلباء دونوں کے لیے یکساں مفید ہے۔ جدید مسائل میں مفتی صاحب نے جو اجتہادات کئے ہیں وہ ان کے اجتہاد کی دلیل ہے۔ احکام بیان کرنے کے لئے مضبوط دلائل کا ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کسی بھی مفتی کے علم کا اندازہ اس کے دلائل دینے سے لگایا جاتا ہے۔ دلائل کی دنیا میں فتاویٰ نوریہ ایک مضبوط فتاویٰ ہے جس میں قرآن و حدیث کے علاوہ فقہ حنفی کی معتبر کتب کے دلائل سے مزین کیا گیا ہے۔ دلائل میں بنیادی ماخذ کے ساتھ ساتھ قواعد فقہیہ کا استعمال بھی کثرت کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ **الیقین لا یزول بالشک** جو کہ بنیادی قواعد میں استعمال ہوتا ہے اس آرٹیکل میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فتاویٰ نوریہ میں اس قاعدہ کو کس انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

قاعدہ الیقین لا یزول بالشک کی وضاحت

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کئی علوم سے نوازا ہے۔ ان علوم میں علمِ فقہ بھی شامل ہے۔ اس علم کے ذریعے ہمیں شریعت کے احکام (فرض، واجب، سنت، حرام، مکروہ تحریمی اور مکروہ تنزیہی) معلوم ہوتے ہیں۔ فقہاء کرام نے علم فقہ کو سمجھنے کے لئے فقہ کے اصول وضع کئے۔ فقیہ کے لئے تمام مسائل کو یاد رکھنا ایک مشکل امر ہوتا ہے، تو فقہاء کرام نے فقہ کے قواعد وضع کئے جن کے تحت کئی جزئیات شامل ہوتی ہیں۔ ان (قواعد) میں چھ قواعد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جن کو ام القواعد بھی کہا جاتا ہے۔ ان چھ قواعد میں سے ایک "**قاعدہ الیقین لایزول بالشک**" بھی شامل ہے۔ اس قاعدہ کی وضاحت درج ذیل ہے۔

یقین کا لغوی معنیٰ

یقین لغۃ اس علم کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو جیسا کہ لسان العرب میں ہے:

العلم وازاحة الشک و تحقيق الامر[1] ترجمہ: لغوی معنیٰ ہے جاننا، شک کا ختم ہونا اور حکم کو ثابت کرنا۔

اسی طرح دوسری جگہ یقین کا کا لغوی معنیٰ اس طرح ذکر کیا گیا ہے۔

اليقين طمانينة القلب على حقيقة الشيئ [2]

ترجمہ: کسی شئ کی حقیقت پر اطمینان قلب کو یقین کہتے ہیں۔

شک کا لغوی معنیٰ

شک سے مراد ذہنی کیفیت جو اثبات اور انکار کے درمیان ہو جس ذہن کوئی فیصلہ نہ کر پا رہا ہو۔ جیسا کہ:

الشک لغة مطلق التردد[3]

ترجمہ: لغت میں شک مطلق تردد کو کہتے ہیں

شک اور یقین کا مفہوم:

شک اور یقین میں فرق کچھ اس طرح کیا جا سکتا ہے کہ ذہنی کیفیت جس میں ایک طرف راجح ہو تو یقین اور دونوں طرفوں میں راجح ہونے اور نہ ہونے کی کیفیت برابر کی مقدار میں ہو شک کہلاتا ہے۔ جیسا کہ

"وفی اصطلاح الاصول استواء طرفی الشئ، وهو فی الوقوف بين الشيئين ، بحيث لا يميل القلب الى احدهما فهو شک، فان ترجح احدهما ولم يطرح الآ خر فهو ظن، فان طرحه فهوغالب الظن ، وهوبمنزلة اليقين وان لم يترجح فهووهم ۔[4]

[1] ۔ ابن منظور، ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی، لسان العرب، لبنان: دار صادر بیروت 1999ء ج: 13، ص: 457

[2] ۔ ایضاً

[3] ۔ الحموی، ابو العباس، احمد بن محمد، غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1985ء، ج: 1، ص: 193

[4] ۔ ایضاً

ترجمہ: اصولیوں کی اصطلاح میں کسی چیز کے دونوں اطراف کا مساوی ہونا، اور دونوں چیزوں کے درمیان دل کا اس طرح ٹھہرنا کہ دل دونوں (اطراف) میں کسی ایک کی طرف مائل نہ ہو تو اس کو شک کہلاتا ہے۔ پس اگر دونوں طرفوں میں سے کوئی ایک طرف راجح ہو اور دوسری طرف مرجوح نہ ہو تو ظن کہلاتا ہے، اگر دوسری طرف مرجوح ہو جائے تو ظن غالب کہلاتا ہے جو یقین کے بمنزلہ ہے۔ اور اگر دونوں اطراف میں سے کوئی بھی راجح نہ ہو تو وہم کہلاتا ہے۔

"واما عند الفقہاء فھو کاللغۃ فی سائر الابواب ،لا فرق بین المساوی والراجح کما زعم النووی، ولکن ھذا انما قالوہ فی الاحداث ، وقد فرقوا فی مواضیع کثیرۃ بینھما، ولبعض متاخری الاصولیین عبارۃاخریٰ، او جزء مما ذکرناہ مع زیادۃ علیٰ ذالک ، و ھی ان الیقین جزم القلب مع الاستناد الیٰ الدلیل القطعی، والاعتقاد جزم القلب من غیر استناد الی الدلیل القطعی کاعتقاد العاصی۔[5]

ترجمہ: فقہ کی کتابوں میں یقین کے کئی معنیٰ ہیں، کسی لفظ کے معنیٰ مساوی ہو یا راجح اس میں کوئی فرق نہیں ہے جیسا کہ امام نووی نے گمان کیا ہے۔ لیکن یہ بات فقہاء نے واقعات کے بارے میں کہی ہے، کئی مقامات پر فقہاء نے فرق بیان کیا ہے۔ بعض متاخرین اصولی دوسری عبارت لائے یا اس (عبارت) میں اضافہ کیا اس پر جو ہم نے ذکر کیا۔ کہ یقین یہ ہے دل کا مضبوط ہونا دلیل قطعی سے ہو، اور اعتقاد یہ ہے کہ دل کا مضبوط ہونا بغیر دلیل قطعی کے ہو جیسے عاصی کا اعتقاد۔

"و من استیقن بالتیمم وھو علیٰ تیممہ حتیٰ یستیقن بالحدث او بوجودالماء للاصل الذی قدمناہ فی الوضوء ان الیقین لا یزول بالشک" [6]

ترجمہ: جس کو تیمم پر یقین ہو تو وہ تیمم پر یہاں تک کہ اس شخص کو حدث لاحق ہونے یا پانی کے پائے جانے کا یقین نہ ہو جائے کیونکہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔

قرآن سے قاعدہ کی دلیل:

الیقین لایزول بالشک کا ثبوت قرآن کی مبارک آیات میں بھی موجود ہے جیسا کہ

ولا تقف مالیس لک بہ علم۔[7]

---

[5] ۔ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء، ج:1، ص:47

[6] ۔الحموی، ابو العباس، احمد بن محمد، غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1985ء، ج:1، ص:193

[7] ۔الاسراء:36

ترجمہ: اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں۔

احادیث سے قاعدہ کی دلیل:

عن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺاذا وجد احدکم فی بطنه شیئا، فاشکل علیه اخرج منه شیء ام لا، فلا یخرجن من المسجد حتیٰ یسمع صوتا او یجد ریحا ۔[8]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو اپنے پیٹ کچھ محسوس ہو، اس کو کچھ شبہ ہو کہ پیٹ سے کچھ نکلا ہے یا نہیں تو وہ مسجد سے ہر گز نہ نکلے یہاں تک کہ آواز سنے یا بد بو کو نہ پائے۔

فتاویٰ نوریہ سے الیقین لایزول بالشک سے استدلال

قاعدہ کے الفاظ ذکر کئے بغیر قاعدہ کو جاری کرنا

مفتی نور اللہ نعیمی سے سوال پوچھا گیا کہ ایک عورت شوہر سے لڑ کر میکے چلی گئی تین ماہ گزر جانے کے بعد شوہر نے بیوی کو طلاق دے دی۔ امام مسجد نے اس عورت کا نکاح اسی دن پڑھا دیا جس دن اس کو طلاق ہوئی تھی کیونکہ امام صاحب نے یہ گمان کیا کہ تین ماہ پہلے طلاق ہو چکی ہے۔ امام صاحب کو جب حقیقت معلومات ہوئی تو پریشان و نادم ہوا اور اپنے اس فعل پر توبہ کرنا چاہتا ہے۔ کیا امام صاحب کا اس عمل سے نکاح ٹوٹا یا نہیں؟ اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہو گا یا ناجائز؟

مفتی صاحب اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> عدت وقتِ طلاق سے شروع ہوتی ہے۔ اس عمل میں امام صاحب کو پہلے تحقیق کرنی چاہیئے تھی۔ نکاح پڑھانے میں امام صاحب نے سخت غلطی کی ہے۔ مگر اس غلطی سے کافر نہیں ہوا اور امام صاحب کا نکاح بھی فاسد نہیں ہوا کیونکہ امام صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے اور جان بوجھ کر فعل حرام کا ارتکاب نہیں کیا۔ اگر جان بوجھ کر ایسا کرتا تو لزوم کفر اور فساد نکاح لازم ہو جاتا۔ قرآن پاک میں اللہ فرماتا ہے:
>
> رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْأَخْطَأْنَا ۔[9]
>
> اے ہمارے رب ہمارا مؤاخذہ نہ کرنا اگر ہم سے بھول یا ہم سے خطا ہو جائے "

---

[8] ۔ مسلم بن حجاج، ابو الحسن، القیشری، صحیح مسلم، بیروت: دار التراث العربی، س،ن، رقم: 362

[9] ۔ البقرہ: 286

حدیث مبارکہ میں ہے: رفع عن امتی الخطاء والنسیان ۔ [10]

خطاء اور نسیان میرے امت سے اٹھا دیا گیا ہے" بہر حال امام صاحب پر توبہ کرنا لازم ہے، توبہ کرے تو امام بھی بن سکتا ہے۔ ہاں عدت میں کیا ہوا نکاح نکاح نہیں ہے۔ عورت اور مرد پر لازم ہے کہ بالکل الگ تھلگ رہیں اور عدت پوری ہونے کے بعد دوبارہ نکاح کریں۔(10)

عدت کا طلاق کے دن سے شروع ہونا امر یقینی ہے اور امام صاحب کا گمان کرنا شکوک وشبہات کہ وجہ سے ہے۔ تو فقہی قاعدہ کے مطابق شک یقین کو زائل نہیں کرتا۔ یہی محسوس ہوتا ہے مفتی نور اللہ صاحب نے اسی قاعدہ کی بناء پر فتویٰ جاری فرمایا ہے۔

قاعدہ کے ذریعے مشکل کو آسان کرنے کا استدلال

مفتی صاحب سے سوال ہوا کہ انگریزی ادویہ اور ہومیو پیتھی ادویہ میں الکحل کا استعمال کیا جاتا ہے تو ان کا استعمال شرعا کیسا ہے؟

اس سوال کے جواب کے متعلق مفتی صاحب فتاویٰ نوریہ میں لکھتے ہیں:

"انگریزی ادویات کا استعمال عرب و عجم میں رائج ہے اور یہ بھی متقین ہے کہ تمام دواؤں میں الکحل کی ملاوٹ نہیں ہوتی بلکہ صرف تر اور سیال دواؤں میں سے بعض میں الکحل کا استعمال کیا جاتا ہے، جن ادویہ میں الکحل استعمال ہوتی ہے ضروری نہیں کہ انگوری ہو۔ غیر مسکر دواؤں کا استعمال تو مطلقا جائز ہونا چاہیے ہر ہر دوائی کے متعلق شراب کی آمیزش یقینی نہیں ہے حالانکہ امر محقق ہے اشیا میں اصل اباحت ہے۔ [11]

انگریزی ادویہ جو مسکر نہ ہوں اور ان میں انگوری شراب کی ملاوٹ کا شرعی یقین بھی نہ ہو تو وہ اندریں زمانہ مطلقا جائز الاستعمال ہونے چاہیے اور اگر مریض شرعی مضطر ہو تو شرائط معروفہ سے مضطر الیہ دوائی کا استعمال مطلقا جائز ہے۔ [12]

مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو الیقین لایزول بالشک کے تحت نقل کیا ہے۔ ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک کی تمام ادویات میں الکحل کا استعمال یقینی طور پر نہیں ہوتا شکوک وشبہات کی وجہ سے حرمت کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔ الیقین لا یزول بالشک

[10] ۔ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، باب اطلاق المکرہ والناسی رقم الحدیث 2043

[11] ۔ نعیمی، نور اللہ، مفتی، فتاویٰ نوریہ، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور، اوکاڑہ، اشاعت ششم، 2008ء، ج 1 ص 330،329

[12] ۔ نعیمی، نور اللہ، مفتی، فتاویٰ نوریہ، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور، اوکاڑہ، اشاعت ششم، 2008ء، ص 571 ج 3

کے ذیلی قاعدہ الاصل فی الاشیاء الاباحۃ "اشیاء میں اصل اباحت ہے" شکوک وشبہات کی وجہ سے کسی چیز کی اباحت ختم نہیں ہوگی۔ اگر الکحل کا استعمال ہوتا بھی ہے تو انگوری نہیں ہوتا جس کی حرمت قرآن پاک کی نص سے ثابت ہے۔ اگر انگوری بھی ہو تو مضطر کے لئے جائز ہے۔

باقاعدہ فقہی قاعدہ ذکر کرنے کیساتھ استدلال

مفتی صاحب سے سوال ہوا کہ ریشم یا سونا چاندی کی تختی میں تعویذ رکھنا یا ریشمی کپڑے پر تعویذ لکھ یا سونے چاندی کے پترے پر تعویز کندہ کرکے مرد اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟

مفتی صاحب نے اس سوال کا جواب ان الفاظ میں دیا:

"ریشم پہننا سونا چاندی کا استعمال کرنا شرعا مرد کے لیے ممنوع اور حرام ہے جس کی حرمت پر کئی احادیث مبارکہ موجود ہیں عامل کا یہ کہنا کہ اس تعویذ کی تاثیر ریشم یا چاندی اور سونے پر موقوف ہے تو مجبورا استعمال کرنا حرام نہیں ہوگا۔[13]

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

ان للہ لم یجعل شفاءکم فیما حرم علیکم [14]

"اللہ نے تمہاری شفاء حرام چیزوں میں نہیں رکھی"

کہ نیز تعویذ مشابہ دوا ہے کہ دونوں ضرورت کے وقت استعمال کیے جاتے ہیں امام اعظم کے نزدیک تداوی بالمحرم ہرگز جائز نہیں ہے ان اشیاء کی حرمت متعین اور قول عامل غیر متعین بلکہ اس تعویذ کے علاوہ کوئی دوسرا تعویز یا علاج وحیلہ غیر محرم مظنون اور قاعدہ مقررہ شرع مطہرہ ہے الیقین لایرفع بالشک۔[15]

مفتی صاحب اس مسئلہ کو الیقین لا یرفع بالشک[16] کا قاعدہ (جو کہ الیقین لایزول بالشک کا ایک ذیلی قاعدہ ہے) لفظوں میں ذکر کرکے مسئلہ کو بیان فرمایا ہے۔ ریشم، سونا، چاندی کا استعمال شرعا ناجائز، ممنوع وحرام ہے۔ جن علماء نے تعویز کو دوا کے

---

13 ۔ نعیمی، نور اللہ، مفتی، فتاویٰ نوریہ، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور، اوکاڑہ، اشاعت ششم، 2008ء، ص578ج3

14 ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، باب شراب الحلوو العسل، رقم الحدیث 5614

15 ۔ نعیمی، نور اللہ، مفتی، فتاویٰ نوریہ، دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور، اوکاڑہ، اشاعت ششم، 2008ء، ص586ج6

16 ۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1999ء، ص60

مشابے بیان کیا گیا ہے مفتی نور اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مشابہت درست نہیں کیونکہ تعویزات قرآنی آیات و حدیث کی روشنی میں لکھے جاتے ہیں بغیر مجبوری یعنی باعث برکت بھی تعویز کا استعمال جائز ہے مگر دوا (ریشم، سونا اور چاندی) کا استعمال بغیر مجبوری کے جائز نہیں اس وجہ سے تعویز کو ریشم وغیرہ کے ساتھ تشبیہ دینا درست نہیں۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ امام اعظم کے نزدیک حرام چیز سے علاج ناجائز ہے۔ ریشم، سونا اور چاندی کے استعمال حرام ہونا قرآن و حدیث سے متحقق ہے جبکہ تعویز سے علاج امر غیر متحقق ہے۔ اس وجہ سے بھی ریشم، سونا اور چاندی کا استعمال ناجائز ہو گا۔

کتب قواعد فقہیہ کے ذریعے استدلال

فتاویٰ نوریہ میں سوال ہوا کہ مسجد کے کنویں میں گلی کی چیزیں ایک لڑکے نے اٹھا کر پھینک دی. اطلاع دینے والے سب بچے نابالغ ہیں ان سے پورا یقین اور تسلی نہیں ہو سکتی تو اس کنویں کا پانی کی حلت و حرمت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

مفتی صاحب لکھتے ہیں:

"کنواں شرعا پاک ہے الاشباہ والنظائر میں ہے۔شک فی وجود النجس فالاصل بقاءالطہارۃ۔[17]

ناپاک ہونے میں شک ہو تو اس میں اصل طہارت کا باقی ہونا ہے"

اسی بنا پر فتاوی عالمگیری، فتح القدیر، بحر الرائق اور شامی وغیرہ کتب فقہیہ میں ہے کہ بکری وغیرہ حلال جانور زندہ کنویں میں گر جائے تو جب تک یقین ہو کہ اس پر نجاست نہیں ہے کنواں پلید نہیں ہو گا حالانکہ ایسی صورت میں بڑا شک ہوتا ہے کہ جانوروں کے ران وغیرہ پر پیشاب وغیرہ لگا ہوتا ہے مگر اس کا اعتبار نہیں۔ ایسے ہی بکثرت مسائل انہی کتاب میں ہیں جن میں شکوک و شبہات کے پائے جانے کے باوجود بھی طہارت کا حکم دیا گیا ہے۔[18]

مفتی صاحب نے اس مسئلہ کو فقہی قاعدہ الیقین لایزول بالشک کے تحت ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ گلی کے کنکر یا کوئی چیز کنویں میں ڈالے جانے کی وجہ سے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ گلی کی چیزوں کا ناپاک ہونا متیقن نہیں ہوتا بلکہ مشکوک ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ چیزیں پاک ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ناپاک ہوں مگر کنویں میں موجود پانی کی طہارت یقینی ہے تو شک کبھی یقین کو زائل نہیں کرتا۔

---

[17] ۔ ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد، الاشباہ والنظائر، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء، ص 60

[18] ۔ نعیمی، نور اللہ، مفتی، فتاویٰ نوریہ، دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیرپور، اوکاڑہ، اشاعت ششم، 2008ء، ص129 ج1

خلاصہ:

فقہاء کرام نے اصول فقہ کی طرح قواعد فقہیہ کو بھی وضع کیا ہے۔ قواعد فقہیہ ایسے قواعد ہوتے ہیں جن کے تحت کئی جزئیات منطبق ہوتی ہیں۔ فقہ کے تمام مسائل کو یاد کرنے کی بجائے قواعد فقہیہ کو یاد کرنے سے کئی مسائل کا حل آسانی سے ہو جاتا ہے۔ ان قواعد میں سے چھ قواعد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اُن قواعد میں سے ایک قاعدہ الیقین لایزول بالشک بھی ہے۔ مفتی نوراللہ نعیمی علیہ الرحمہ نے اس قاعدہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ اپنے فتاویٰ فتاویٰ نوریہ میں بیان کیا ہے۔ قاعدہ سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی کام کے کرنے کا یقین ہو مگر کسی شک کی وجہ سے اس پیدا شدہ یقین کو زائل نہیں کیا جاسکتا بلکہ یقین کو زائل کرنے کے لئے کسی دوسرے یقین ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم
2. ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، **سنن ابن ماجہ**، بیروت: دار الفکر، 1415ھ۔
3. ابن منظور، ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی۔ **لسان العرب**، بیروت: دار صادر، 1999ء۔
4. ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم بن محمد۔ **الاشباہ والنظائر**، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1999ء۔
5. الحموی، ابو العباس احمد بن محمد۔ **غمز عیون البصائر فی شرح الاشباہ والنظائر**، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1985ء۔
6. محمد بن اسماعیل البخاری۔ **الصحیح للبخاری**۔ بیروت: دار ابن کثیر، 1407ھ۔
7. مسلم، ابو الحسن مسلم بن حجاج القشیری۔ **صحیح مسلم**، بیروت: دار التراث العربی، س.ن۔
8. نعیمی، مفتی نور اللہ۔ **فتاویٰ نوریہ**، جلد 1، اوکاڑہ: دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور، اشاعت ششم، 2008ء۔